روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 21/ اکتوبر 2010ء 12 ذیقعد 1431 ہجری 21 اخاء 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 217

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مکتی کے مسئلہ میں یعنی نجات کے بارہ میں جو کچھ آریوں نے غلطیاں کھائی ہیں وہ بھی اسی بناء پر ہیں۔ مثلاً وہ دائمی نجات کے قائل نہیں ہیں اور ان کو سخت مجبوری کی وجہ سے ماننا پڑتا ہے کہ ایک مدت مقررہ کے بعد پرمیشر اپنے بندوں کو گو ویدوں کے رشی ہی کیوں نہ ہوں مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور نا کردہ گناہ طرح طرح کی جونوں میں ڈال دیتا ہے اور ساتھ اس کے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پرمیشر اس مجبوری سے کہ ایک مدت کے بعد روحوں کو مکتی خانہ سے باہر نکالنا ضروری ہے بہانہ جوئی کے طور پر ایک ذرہ گناہ ان کا باقی رکھ لیتا ہے اور وہی الزام ان کے سر پر تھاپ کر مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے مگر اب سوچنے کا مقام ہے کہ اسی ذرہ سے گنہ کے عوض میں ایک تو انسان بنایا جاتا ہے اور دوسرا کتے کی جون میں ڈالا جاتا ہے اور تیسرے کو گھوڑا بناتے ہیں اور اسی گنہ کے عوض میں کوئی گائے بن جاتا ہے اور کوئی بکرا اور کوئی مرغی اور کوئی نجاست کا کیڑا اور کوئی مرد اور کوئی عورت۔ پس یہ پرمیشر کے نیاؤ یعنی انصاف کا نمونہ ہے کہ گناہ تو صرف ایک ذرہ کی مقدار تھا اسی گنہ کے عوض میں ایک تو وید کے رشی پیدا ہوئے جن کے دلوں پر خدا نے الہام کا پرکاش کیا اور پھر اسی گناہ کے عوض میں بعض کتے اور سؤر اور بندر بنائے گئے کیا یہی انصاف ہے یہی وید کا فلسفہ ہے اور یہی وید مقدس کی ودیا ہے............

اور میعادی مکتی یعنی نجات پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ محدود افعال کا ثمرہ غیر محدود نہیں ہو سکتا گویا پرمیشر تو دائمی نجات دینے پر قادر تھا مگر کیا کرے اعمال محدود ہیں دیکھو یہ کیسا مکر ہے کہ اس بات کو پرمیشر چھپاتا ہے کہ اس میں خود ہی یہ طاقت نہیں کہ دائمی نجات دے سکے۔ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور۔ عجیب تر یہ کہ آریہ صاحبان اس بات کے قائل ہیں کہ چند روزہ نیکی اور عبادت کے عوض میں کئی ارب تک پرمیشر مکتی خانہ میں رکھ سکتا ہے۔ پس وہ اپنے اس قول سے ملزم ہو سکتے ہیں کیونکہ جس پرمیشر نے یہ گوارا کیا کہ تھوڑی مدت کے عوض میں اس قدر مدت پاداش عمل کی رکھی تو اگر وہ دائمی نجات عطا کر دیتا تو کونسا الزام اس پر وارد ہوتا تھا جس سے وہ بچ گیا۔ انسانی گورنمنٹ بھی کسی کو پنشن دے کر اس بہانہ سے ضبط نہیں کر سکتی کہ خدمت کے ایام سے پنشن کے ایام زیادہ ہوگئے ہیں۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 ص 29)

نیک روحوں کے لئے دعا

حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔‘‘

اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 603)

اپنی اولادوں کو آگ میں گرنے سے بچائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین ان کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ماں باپ کسی قسم کی کمزوری دکھائیں گے تو اپنے بچوں کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہوں گے۔ خاص طور پر گھر کے جو نگران مرد ہیں یعنی ان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولادوں کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں جس آگ کے عذاب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ اپریل 2010ء۔ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2010ء)

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عید کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں۔

1۔ قربانی بکرا 8000/- روپے
2۔ قربانی حصہ گائے 4000/- روپے

(نائب ناظر دارالضیافت ربوہ)

درخواست دعا

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید باوجود پیرانہ سالی کے حسب توفیق خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ تاہم کمزوری محسوس کرتے ہیں احباب جماعت سے ان کی صحت اور فعال لمبی زندگی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

داسا (Dasa) بینن میں بیت الذکر کا افتتاح

داسا DASA بینن کا آٹھواں بڑا شہر ہے یہ پہاڑی علاقہ ہے جہاں اٹھارہویں صدی میں قریبی ملک نائیجیریا سے لوگوں نے آکر بسیرا کیا تھا اور آہستہ آہستہ یہ علاقہ بسنے لگا۔ وہ لوگ مذہباً بُت پرست تھے جو پتھروں کی پوجا کرنے والے اور خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے۔

ابھی ان لوگوں کو آئے 20، 25 سال ہی گزرے تھے کہ عیسائیت اس علاقہ پر حملہ آور ہوئی اور یہ علاقہ عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔

انیسویں صدی کے وسط میں مسلمانوں کا اس علاقہ سے گزر ہونا شروع ہوا اور وہابی تیجانی فرقہ نیز اہلحدیث و مالکی فرقہ کے لوگ اس شہر میں داخل ہوئے۔ اور آج تک انہی کی دو تین مساجد بن پائیں۔

1976ء سے جماعت احمدیہ کے افراد بھی اس علاقہ میں دعوت الی اللہ اور رفاہی کام سرانجام دینے لگے مگر ان پہاڑی لوگوں کی طبعی سخت مزاجی ہمیشہ ہی حضرت مسیح موعود کے پیغام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی رہی کئی بار بحثیں ہوئیں مگر ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔

پہلی بار جماعت کا نفوذ یہاں بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے 2004ء کے دورہ کی برکت سے ہوا۔ آپ کی آمد کی تیاریوں میں محترم امیر صاحب اور ریجنل مربی سلسلہ احمدیہ نے ملک کی اتھارٹیز سے مضبوط روابط بنا کر داسا اور اس کے گردونواح کے دیہات میں ہر گلی کوچہ میں ڈھولک پیٹ کر اعلانات کئے کہ مسیح موعود آچکا ہے، اور چند ہی دنوں میں اس کا پانچواں خلیفہ آپ لوگوں کی سرزمین پر تشریف لانے والا ہے۔ یہ دعوت عام ہے ہر ایک کے لئے کہ وہ داسا توئی اور پاراکو (یہ بینن کے شہر ہیں) کے پروگراموں میں شامل ہو کر اس کا دیدار اپنی زندگی میں کر لے۔

2004ء میں حضور انور نے دورہ کے دوران 40 بادشاہوں کو شرف ملاقات بخشا اور پھر اسی ہوٹل میں نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

غالباً تاریخ میں پہلی بار داسا کی سرزمین پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سجدہ ریزی تھی جو بارگاہ ایزدی میں سو فیصد قبول ہوئی اور پھر ہر دن اس زمین کی تقدیر بدلتا ہی چلا گیا۔ پہاڑی مزاج پتھر دل لوگ آہستہ آہستہ اثر قبول کرنے لگے۔ 2004ء کے بعد پہلے سال میں داسا کے قریبی دیہاتوں اور دوسرے سال داسا شہر میں بھی لوگوں نے احمدیت کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح داسا میں جماعت کا مشن قائم ہوا۔ اور اب بفضل اللہ تعالیٰ بعض قانونی دقتوں کے دور ہونے اور وسائل کے میسر آنے پر جماعت احمدیہ کو اس شہر میں مین روڈ پر ایک نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب مینار والی بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ اس خوبصورت بیت الذکر کے افتتاح کے موقع پر غیراز جماعت علماء اور ائمہ بھی شریک ہوئے۔

افتتاحی تقریب 9:30 بجے تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم بکری مصلحو صاحب نائب امیر و جنرل سیکرٹری صاحب نے اس تقریب کا تعارف پیش کیا اور مہمان حضرات کو خوش آمدید کہا۔ جس کے بعد تقریب پر آئی ہوئی اتھارٹیز میں سے 5 نے وقت کی مناسبت سے اس شہر میں جماعتی سرگرمیوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ احمدی ڈاکٹر صاحبان جس طرح بے لوث خدمت کر رہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی طرح میئر آف داسا کی طرف سے یہاں بیت الذکر کی تعمیر پر جماعت احمدیہ کو بہت بہت مبارک ہو۔

سب سے بڑی مسجد کے امام صاحب نے کہا کہ آج اس بیت الذکر کے افتتاح پر ہم آئے ہیں ہم نے دیکھا اور خود سنا ہے کہ احمدی بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں اور وہی نماز بھی، نیز ان کی نماز روزہ اور حج بھی ہماری طرح ہیں، دین کے احکامات اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ میں ان کو بیت الذکر کی تعمیر پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

امام ذونگو کے اس پیغام کے بعد داسا کی مسلمان کمیونٹی کے بڑے امام نے بھی کہا کہ ہم بیت الذکر کے افتتاح پر آئے ہیں اور جماعت احمدیہ کی خوشی میں شریک ہوئے ہیں۔ بیت الذکر بنا کر انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

امام داسا کے بعد Savalou شہر سے آئے ہوئے مسلمان کے وفد میں سے امام نے کوتو کولی زبان میں اپنی تقریر میں جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

ان سب کے اظہار خیالات کے بعد محترم امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے عربی و فرنچ دونوں زبانوں میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس علاقہ میں جماعت کے متعلق کئے جانے والے غلط خیالات کا تفصیلاً ذکر کیا اور اس بارہ میں جماعتی نکتہ نظر پیش کیا۔

اس مختصر مگر جامع خطاب کے بعد دعا ہوئی اور آخر پر عوام وخواص کو کھانا پیش کیا گیا۔

اس استقبالیہ کے دوران ایک 35 سالہ نوجوان محمد نامی سے ملاقات ہوئی اور جماعت احمدیہ کا ذکر چلا (یہ صاحب داسا پرائمری سکول کے ٹیچر ہیں اور گزشتہ تین سال سے داسا میں رہ رہے ہیں) گفتگو میں انہوں نے ایک دلچسپ بات یہ کی کہ میں جماعت احمدیہ کو پورا تو نہیں جانتا ہوں اور وہاں پر ایک دو مرتبہ مجھے زندگی میں کچھ مسائل آئے تو اپنے لوگوں سے دعا کے لئے کہا کسی نے مجھے یہ بات کہی کہ تم احمدیہ بیت الذکر میں جا کر دعا کرو تمہارے کام ہو جائیں گے۔ چنانچہ مَیں نے اسی طرح کیا اب گزشتہ پانچ سال سے جب مجھے کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو مَیں احمدیہ بیت الذکر میں دعا کرتا ہوں میرا کام ہو جاتا ہے مجھے یقین ہے احمدیہ بیت الذکر میں دعا قبول ہوتی اور احمدیہ ہسپتالوں میں شفا ملتی ہے۔ اس لیے جب مجھے دو روز قبل معلوم ہوا کہ داسا میں بھی جماعت احمدیہ کی بیت الذکر تعمیر ہوگئی ہے اور اس کا آج افتتاح ہے تو مَیں چلا آیا۔

داسا میں جماعت احمدیہ کی بیت الذکر کی تعمیر کی خوشی میں تو مکرم بونی تیسی صاحب کا بیان بھی قابل رقم ہے جو درج ذیل کی سطور میں سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

جناب بونی تیسی صاحب آجکل گورنمنٹ بینن میں M.N.A ہیں جبکہ شمالی بینن کے علاقہ نکی کے میئر بھی رہ چکے ہیں اس بیت الذکر کی تعمیر دیکھ کر ایک دن خاص طور پر رکے اور داسا مشن ہاؤس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ داسا شہر سے جب بھی گزرتا تھا تو سوائے چرچوں اور عیسائی عبادتگاہوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور ہر بار یہ آہ بھر کر گزر جاتا تھا کہ کب یہاں (دین) کا نام بولے گا اور تثلیث کے بجائے اللہ اکبر کی آوازیں یہاں گونجیں گی۔ اب اس بیت الذکر کی تعمیر ہوتی دیکھ کر مجھے لگا ہے کہ میری آہ کی قبولیت کا وقت آن پہنچا ہے اس لئے مَیں نے فیصلہ کیا کہ رک کر آپ سے ملوں اور کار خیر پر مبارک باد دوں۔

اس reception کے بعد جمعہ کی تیاری کی گئی اور اس بیت الذکر میں پہلی بار نماز باجماعت جمعۃ المبارک ادا کی گئی۔ جس میں بفضل اللہ تعالیٰ 200 سے زائد مرد وزن نے جمعہ پڑھا اس افتتاحی تقریب کو وہاں کے ریڈیو نے خوب کوریج دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بیت الذکر کو ہمیشہ متقین سے بھر دے اور (دین) کا پیغام صحیح معنوں میں یہاں سے نشر ہوتا چلا جائے اور اسے تمام مذاہب کے لیے امن و آشتی کا مرکز بنائے رکھے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2010ء)

مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب

حضرت چوہدری مظہر الحق خاں صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

مکرم چوہدری مظہر الحق خاں صاحب 1890ء کو مکرم حسن خاں صاحب کے گھر کاٹھگڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی دو بہنیں تھیں۔ ایک بہن نیاز بیگم زوجہ مکرم ماسٹر احمد علی صاحب کاٹھگڑھی آف سانگھڑ سندھ جو کہ مکرم رانا محمد سلیم صاحب شہید آف سانگھڑ سندھ کی دادی تھیں۔ آپ نے ساری برادری کے ساتھ 1903ء میں بیعت کی۔ آپ کھیتی باڑی کرتے تھے۔

آپ محترمہ بسم اللہ صاحبہ اہلیہ بہادر شیر مرحوم (سابق افسر حفاظت خاص) کے والد تھے۔ جو کہ روایت کرتی ہیں۔ میرے والد صاحب حضرت مولوی عبدالسلام خاں صاحب کے ساتھ 1903ء میں قادیان گئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ میرے چچازاد یتیم بھائی ہیں اور آپ کو ملنے کے شوق میں میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس پر حضور نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور مظہر الحق خاں صاحب کو اپنی ایک مستعمل قمیص عنایت فرمائی۔ پھر 1904ء میں چوہدری مظہر الحق خاں صاحب قادیان میں آکر بورڈنگ تعلیم الاسلام سکول میں ملازم ہوگئے۔ آپ محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب کے ماتحت کام کرتے تھے۔ اور محترم صوفی غلام محمد صاحب اور مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب مرحوم کے ساتھ کام کرنے کا بھی موقع ملا۔ تقسیم ملک کے بعد اہل قادیان کے ساتھ پاکستان تشریف لائے۔ بعد ازاں آپ نے اپنی زرعی زمین کا کلیم لکی نو شورکوٹ میں الاٹ کروالیا۔ اور خود چک نمبر 2 ٹی ڈی اے خوشاب میں اپنے بیٹوں کے پاس رہنے لگے۔

آپ اس قدر صلح جو اور پرامن انسان تھے کہ اپنی ساری عمر کسی کو کبھی ناراض نہیں کیا تھا۔ آپ نہایت ہی شریف طبع، نیک، سادہ اور بے ضرر انسان تھے۔ خود بھی خلافت سے وابستہ رہے اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ دربار خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی بہت اچھے رنگ میں تربیت کی۔ آپ سارے خاندان میں معزز، نیک شریف اور سچے انسان جانے جاتے تھے۔ آپ کی وفات 1961ء میں ہوئی۔

آپ کے چھ بیٹے مکرم رانا عبدالجبار خاں صاحب دارالیمن شرقی ربوہ مکرم رانا مشتاق احمد صاحب اتفاق کالونی سرگودھا، مکرم رانا مظفر احمد صاحب طاہر آباد ربوہ، مکرم رانا محمد اکرم خاں صاحب ربوہ، مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب کراچی ہیں اور ایک بیٹی مکرمہ فوزیہ خانم صاحبہ زوجہ مکرم احمد محمود صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلاتے ہوئے خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

حضرت مصلح موعودکی مجلس عرفان

28نومبر1929ء

سنتیں پڑھنی چاہئیں

سماٹرا کے مربی حضرت مولوی رحمت علی صاحب نے عرض کیا۔سماٹرا میں لوگ عام طور پر سنتیں بالکل نہیں پڑھتے کہتے ہیں ان کے ترک پر کوئی عقاب نہیں ہاں جمعہ سے قبل دو رکعت پڑھتے ہیں جن کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں چار سنتوں کی نسبت وہ کہتے ہیں سند کے لحاظ سے یہ احادیث ضعیف ہیں۔

حضور نے فرمایا۔

احادیث کے متعلق ہمارا معیار تو یہ ہے کہ جو قرآن شریف اور سنت کے خلاف نہ ہوں ان کو صحیح سمجھا جائے دوسرے ہمارا طریق سُنن وغیرہ میں تواتر پر ہے اگر کوئی بات سو احادیث سے ثابت ہوا اور امت کا تعامل اس کے خلاف ہو تو ہم تعامل کو ہی ترجیح دیں گے۔کیونکہ احادیث ہم تک بالقول پہنچی ہیں۔اور تعامل بالفعل اور اسی تعامل کا نام سنت ہے،اسلام کے چاروں فرقوں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کے تیرہ سو سال کے تعامل سے جو بات ثابت ہو وہ یقینی ہے،اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے سنن اگر احادیث سے ثابت نہ بھی ہوں تب بھی پڑھنی چاہئیں۔کیونکہ امت محمدؐیہ کا تیرہ سو سال کا تعامل اس پر شاہد ہے۔کروڑوں لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک ان پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔یہ تعامل خواہ اس کی تائید میں کوئی حدیث نہ ہو ایک زبردست ثبوت ہے جس کے ماتحت سُنن کا پڑھنا ضروری ہے اگر سو احادیث ایک امر کو ضعیف قرار دیں مگر امت کا تعامل اس پر چلا آیا ہو تو امت کے اس تعامل کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ چند راویوں کی نسبت کروڑوں لوگوں کا تعامل بہت زیادہ معتبر ہے۔

حضرت مسیح موعود نے شریعت میں پہلے قرآن کو رکھا ہے۔پھر سنت کو اور اُس کے بعد حدیث کو۔سنت وُہ نہیں جو حدیث سے مستنبط ہو۔بلکہ سنت وُہ ہے جو امت کے لاکھوں کروڑوں صلحاء کے تعامل سے ثابت ہو۔چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے لے کر آج تک کروڑوں لوگ نسلاً بعد نسلٍ سُنن پڑھتے چلے آرہے ہیں اس لئے اس کا لحاظ رکھنا واجب ہے خواہ احادیث تائید کریں یا نہ کریں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتیں نہ پڑھی ہوتیں اور آپ کے بعد یک لخت یہ تغیر پیدا ہو گیا ہوتا تو تاریخ اسلام میں ضرور اس کا ذکر ہوتا کہ یہ تغیر مسلمانوں کے ہر ایک فرقے میں اور ہر ایک ملک میں کیونکر پیدا ہوا اور کب پیدا ہوا مگر ایسا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جمعہ کی دو سنتیں

جمعہ سے قبل دو رکعت کے متعلق فرمایا۔

بے شک یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آکر جمعہ کی نماز سے قبل دو رکعت پڑھیں۔لیکن ایک اور حدیث ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت گھر میں پڑھ کر آتے تھے گو بخاری و مسلم نے چار سنتوں والی روایات کو ترجیح دی ہے لیکن دو سنتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

حضرت خلیفہ اول ظہر کی جماعت سے پہلے ہمیشہ چار سنتیں پڑھا کرتے تھے میں بھی چار ہی پڑھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے تو کیوں نہ پڑھیں لیکن حضرت مسیح موعود کو میں نے سینکڑوں دفعہ دیکھا ہے۔اور متواتر دیکھا ہے آپ ظہر سے پہلے ہمیشہ دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے دراصل حضرت مسیح موعود کی یہ دو رکعت ہماری ہزاروں رکعتوں کے برابر تھیں گویا حضرت مسیح موعود نے حدیث سے جو اقل سنتیں ثابت ہیں وہی پڑھی ہیں تا کہ باقی وقت آپ دعوت الی اللہ میں صرف کریں۔

محصن کو رجم

جامعہ احمدیہ کے ایک طالبعلم نے عرض کیا۔ محصن (شادی شدہ) کو اگر زنا کرے تو حکومت میں رجم کر دینے کا حکم ہے یا نہیں

حضور نے فرمایا۔

یہ اختلافی مسئلہ ہے۔حافظ روشن علی صاحب مرحوم شدت سے اس کا انکار کیا کرتے تھے اور کہتے تھے محصن کو رجم کرنے کا کہیں حکم نہیں۔میری تحقیق اس بارے میں مکمل نہیں لیکن حضرت مسیح موعود نے رجم تسلیم کیا ہے۔

قرآن میں ناسخ و منسوخ

عرض کیا گیا۔کیا قرآن میں ناسخ و منسوخ ہے۔

حضور نے فرمایا۔

میرا دعوے ہے قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جو درج ہو اور پھر اُسے منسوخ کر دیا گیا ہو۔

شراب کی دکان پر ملازمت

عرض کیا گیا۔شراب کی دوکان میں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں

حضور نے فرمایا۔

شراب بنانے کے لئے ملازم ہونا جائز نہیں اور نہ بیچنے کے لئے۔

نماز کا ترجمہ

ایک بوڑھے زمیندار نے عرض کیا۔جو زمیندار نماز کا ترجمہ نہیں جانتے ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں

حضور نے فرمایا۔

نماز تو ہو جاتی ہے لیکن انہیں اپنے فارغ اوقات میں نماز کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے،ہل چلاتے ہوئے بھی ترجمہ یاد کر سکتے ہیں یہ کوئی مشکل بات نہیں وُہ شخص جو نماز کا ترجمہ جانتا ہو اس سے ایک دو الفاظ کا ترجمہ پوچھ لیا اور اسے خوب یاد کرنے کے بعد اور پوچھ لیا جو لوگ نماز کا ترجمہ پڑھا سکتے ہیں انہیں چاہئے دوسروں کو ضرور ترجمہ سکھائیں لیکن اگر کوئی دوسرے کی خواہش پر بھی نہیں پڑھاتا تو وُہ مجرم ہے۔

(الفضل 10دسمبر1929ء)

4دسمبر1929ء

صلاحیت نکاح

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ سورہ نور میں ہے۔وانکحوا الایامیٰ منکم۔اس میں صلاحیت سے کیا مراد ہے۔اگر اس کے معنے نکاح کی صلاحیت ہیں تو شاردا بل قرآن کریم کے مخالف ٹھہرا۔اور اس طرح اس سے مداخلت فی المذہب ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا۔

اس آیت کے یہ معنے نہیں کہ ان میں صلاحیت پیدا ہوتے ہی فوراً نکاح کر دو بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ صلاحیت کے بعد بھی بغیر شادی کے نہ بیٹھے رہیں مگر یہ قانون شادی کو بالکل بند تو نہیں کرتا بند تو جب کرتا کہ شادی کو ہی ممنوع قرار دے دیتا۔واضعین قانون تو اس بات کے مدعی ہیں کہ ہمارے نزدیک صلاحیت وہ ہے جو تمدنی طور پر ملک کے لئے مفید ہو سکے۔اور آئندہ نسلوں کے نشوونما کو جس سے نقصان نہ پہنچے اور ڈاکٹری اصول کے رو سے ایسی صلاحیت 21 سال کی عمر میں ہوتی ہے اور چونکہ ابھی اتنی بڑی عمر تک اپنے بچوں کو بغیر شادی رکھنے کے لئے ملک تیار نہیں اس لئے ہم نے 14 اور 18 سال کی شرط رکھی ہے جب عوام الناس اسے برداشت کرلیں گے اور اس سے زیادہ کی برداشت ان میں پیدا ہو جائے گی تو پھر زیادہ عمر کے لئے قانون بنایا جائے گا وہ کہتے ہیں کہ عام طور پر جسے صلاحیت سمجھا جاتا ہے دراصل صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ صلاحیت کے آثار ہوتے ہیں اور ہمارا یہی منشا ہے کہ صحیح صلاحیت پیدا ہونے پر شادی کی جائے۔

ناقصات العقل والدین ہونے کا مطلب

عرض کیا گیا حدیث میں آتا ہے کہ عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

حضور نے فرمایا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں میں فطری کمزوری ہے جس کی وجہ سے وہ نبی۔امام اور خلیفہ نہیں بن سکتیں اگر اس کا یہی مفہوم ہوتا جو آجکل سمجھا جاتا ہے کہ عورتیں کم عقل ہوتی ہیں اور دین میں ناقص۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات سے کبھی مشورہ نہ لیتے۔حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دین کا بہت سارا حصہ مروی ہے،دیکھو حضرت عائشہ نے لا نبی بعدی کے کیسے اعلیٰ معنے بیان کئے جن سے موجودہ زمانہ کے عظیم الشان مامور نے بھی فائدہ اٹھایا۔مردوں میں سے جہاں اس بارے میں بڑے بڑے ائمہ اور علما فضلا نے ٹھوکر کھائی وہاں ایک عورت نے ایسی اعلیٰ راہنمائی کی جس سے آج بھی ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں پس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہے اور وہ مشورہ دینے کے قابل نہیں ہوتیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عورت کا رحم کا پہلو غالب ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ مرد کی طرح بااختیار اور خود مختار حاکم نہیں بن سکتی اور نہ نبی اور خلیفہ ہو سکتی ہے کیونکہ نبوت اور خلافت میں قوت حاکمانہ کی بھی ضرورت ہے جو عورتوں میں طبعاً کم ہے اس لئے اگر خلیفہ یا بادشاہ بن جائیں تو ایسے مواقع پر جہاں جابرانہ احکام نافذ کرنے کی ضرورت ہو کمزوری دکھائیں۔ملکہ وکٹوریہ کے متعلق ثابت ہے کہ جب کسی کو پھانسی وغیرہ کا حکم دینا پڑتا تو اس وقت نرمی دکھاتی اور انتہائی رحمدلی سے کام لیتی اور یہ بات تمام عورتوں میں ہے۔پس چونکہ حاکمانہ قوت جس میں سخت احکام بھی نافذ کرنے پڑتے ہیں عورتوں میں نہیں ہے اس لئے وہ ایسے موقعوں پر کمزوری اور نرمی دکھاتی ہیں جس سے حکومت میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا عورت کو ناقص العقل والدین کہنے سے شریعت کی مراد یہ ہے کہ وہ سختی اور خشونت سے کام نہیں کرا سکتیں جس طرح مرد کرا سکتے ہیں یہ ایک فطری کمزوری ہے۔

عرض کیا گیا۔ایک حدیث میں صاف طور پر آیا ہے کہ جب تمہارے معاملات کی باگ ڈور عورتوں کے ہاتھ میں ہو تو تمہارے لئے اسوقت مرجانا بہتر ہے۔

حضور نے فرمایا۔حدیث نے خود ہی تشریح کر دی ہے۔کہ عورتیں خود مختار رئیس اور بادشاہ نہیں بن سکتیں۔یعنی اس سے مراد عورت کا بادشاہ ہونا ہے۔کہ اگر کوئی عورت تمہاری حاکم ہو جائے۔اور بکلی تمام سیاہ وسفید کی وہی مالک ہو۔تو اس وقت حکومت تباہ ہو جائے گی۔اس سے عورتوں سے مشورہ لینے کی نفی کہاں سے نکلی؟ ہاں شوریٰ میں عورت حاکم نہیں ہو سکتی۔عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر مشورہ دے سکتی ہے۔

عرض کیا گیا۔جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ عورت کا دماغ مرد کی نسبت چھوٹا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا۔دماغ کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے اخلاق اور عقل کو کوئی تعلق نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہر بڑے دماغ والا ہر بات اچھی کرے بعض دفعہ چھوٹی عقل والے بڑا کام کر جاتے ہیں پس مشورہ

دینے میں عورت کی عقل ہرگز کمزور نہیں ۔مردوں کی طرح عورتیں بھی مشورہ دینے کی اہل ہیں۔

عرض کیا گیا۔کیا عورت صدیق بن سکتی ہے؟

حضور نے فرمایا۔کیوں نہیں۔حضرت مریم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں صدیقہ تھیں۔صدیقیت ایک الگ مرتبہ ہے اور خلافت الگ۔خلافت میں بعض دفعہ سختی کی بھی ضرورت ہوتی ہو جو عموماً عورتوں میں نہیں۔اس لئے خلیفہ نہیں ہوسکتیں۔

عرض کیا گیا۔کیا عورت قاضی بن سکتی ہے؟

حضور نے فرمایا۔ہاں بن سکتی ہے

اس پر عرض کیا گیا۔قاضی ہونیکی صورت میں حدود اور قصاص کے مقدمات میں عورت فیصلہ کرتے وقت کمزوری نہ دکھائے گی؟

حضور نے فرمایا۔آگے اپیل کا دروازہ کھلا ہے عورت حاکم اعلیٰ نہیں بن سکتی ماتحتی میں درجے اور عہدے حاصل کرسکتی ہے یعنے عورت بادشاہ یا خلیفہ کے ماتحت کسی منصب پر مامور ہوسکتی ہے۔

(الفضل 17 دسمبر 1929ء)

6 فروری 1921ء

اردو ٹائپ

حضرت مسیح موعود کی عربی کتب کے مصر میں چھپوانے کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ارادہ ہے کہ ٹائپ کے حروف کا جماعت میں رواج دیا جائے۔اب اگر کوئی اشتہار یا رسالہ چھاپنے کی فوری ضرورت ہوتی ہے۔تو کاتب کی وجہ سے بہت دیر لگتی ہے۔ٹائپ کے ذریعے بہت جلدی کام ہوسکتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اردو ٹائپ منگا کر اول چھوٹی چھوٹی ہدائتیں اور اشتہار چھاپے جائیں پھر اخبار میں ایک دو صفحے ٹائپ کر کے رکھ دیئے جائیں اس طرح ہماری جماعت کے لوگ اس کے پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے۔چونکہ ہمارے اعلان اور اشتہار وغیرہ جماعت کو پڑھنے پڑتے ہیں اس لئے جلد ہی عادی ہو جائیں گے۔فرمایا اردو زبان کی ترقی میں کتابت کی بہت بڑی روک حائل ہے اگر یہ نکل جائے تو اس کی بہت ترقی ہوسکتی ہے۔اردو کاپی نویسی تو چند ہی لوگ کر سکتے ہیں مگر ٹائپ ہر ایک سیکھ سکتا ہے اور ہر جگہ اس سے بآسانی کام لیا جاسکتا ہے۔پھر اگر کوئی خبر اس وقت آئے جب اخبار کی کاپی پتھر پر لگ چکی ہو تو اس کا اخبار میں درج کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور بہت دیر لگتی ہے لیکن اگر ٹائپ ہو تو فوراً ایک بلاک نکال کر دوسرا اس کی جگہ لگایا جاسکتا ہے۔

سوائے اردو کے اور کوئی زبان نہیں جس کا ٹائپ نہ ہو گیا ہو۔گجراتی۔تامل۔بنگالی۔ہندی۔گورکھی سنسکرت وغیرہ سب کے ٹائپ جاری ہیں اور اس ذریعہ سے ان زبانوں کی بہت ترقی ہوئی ہے اور وہ علمی زبانیں ہوگئی ہیں حالانکہ وہ بہت چھوٹے چھوٹے علاقہ میں اور تھوڑے تھوڑے لوگوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہیں اور لیکن اردو بہت پیچھے رہ گئی ہے۔

بیت المبارک

بعض دوستوں نے عرض کیا کہ خطبہ الہامیہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا جو اشتہار شامل ہے۔اس سے معلوم نہیں ہوتا۔کہ بیت المبارک کونسی ہے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ الہامیہ منگوا کر وہ اشتہار پڑھا اور سمجھایا کہ اس سے مراد بھی بیت المبارک ہے۔جو حضرت مسیح موعود نے بنائی ہے اور پھر حسب ذیل روایت بیان فرمائی کہ

ایک دفعہ اماں جان بیمار ہوئیں اور قریباً چالیس روز تک بیمار رہیں ایک دن حضرت صاحب نے فرمایا اس بیت کے متعلق الہام ہے۔مبارك و مبارك ....اس میں چل کر دوا دیں۔آپ نے یہاں آکر دوا پلائی۔دو گھنٹے کے اندر اماں جان اچھی ہوگئیں۔

(الفضل 14 فروری 1921ء)

وزن کی زیادتی اور مٹاپا

وزن کی زیادتی اور مٹاپا کیا ہے؟

وزن کی زیادتی اور مٹاپے سے مراد جسم میں موجود وہ زائد چربی ہے جو صحت کو نقصان پہنچاتی ہے۔

مٹاپے کے حقائق

گزشتہ 20 سالوں میں مٹاپے کا مرض دنیا بھر میں خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے اور ترقی پذیر ممالک میں اس کی شرح تین گنا بڑھی ہے۔ڈبلیو ایچ او (WHO) کے اندازے کے مطابق 2015ء تک پاکستان میں 29 فیصد مرد اور 41 فیصد خواتین اس مرض میں مبتلا پائے جائیں گے۔

مٹاپے کی وجوہات:

مٹاپے کی بنیادی وجہ خوراک میں کیلوریز (حراروں) کی زیادتی اور جسمانی مشقت کم ہونے کے باعث ان حراروں کا صحیح استعمال نہ ہونا ہے۔دنیا بھر میں مٹاپے کے حالیہ اضافے کا سبب خوراک میں چکنائی اور شوگر کی زیادتی اور کم حرکت والی طرز زندگی کا اپنالینا ہے۔

وزن کی زیادتی اور مٹاپے کا پیمانہ

باڈی ماس انڈیکس (بی۔ایم۔آئی) بالغ افراد میں وزن کی زیادتی اور مٹاپے کے درجات ناپنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) وزن کی زیادتی اور مٹاپے کو کچھ اس طرح بیان کرتی ہے۔

وزن کی زیادتی: بی ایم آئی کا 25 یا اس سے زیادہ ہونا۔

مٹاپا: بی ایم آئی کا 30 یا اس سے زیادہ ہونا۔

درج شدہ چارٹ سے آپ اپنے بی ایم آئی کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔

مثلاً اگر آپ کا قد 5 فٹ 3 انچ ہے اور وزن 163 پونڈ تو آپ کا بی ایم آئی 29 ہوگا۔

کمر کے گھیراؤ کا ناپ بھی مٹاپا جانچنے کا ایک اہم پیمانہ ہے۔مردوں میں کمر کے گھیراؤ کا ناپ 40 انچ سے زیادہ اور عورتوں میں 35 انچ سے زیادہ کا ہونا صحت کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتا ہے۔

مٹاپے کے صحت پر اثرات

مٹاپا نہ صرف خود ایک بیماری ہے بلکہ یہ دیگر کئی بیماریوں کی جڑ ہے۔تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ جوں جوں بی ایم آئی بڑھتا ہے درج ذیل بیماریوں کے خدشات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

شوگر۔بلڈ پریشر۔بلڈ کولیسٹرول۔انجائنا۔ہارٹ اٹیک۔فالج۔گٹھیا (جوڑوں کا درد) کینسر کی کچھ اقسام۔گردے کی پتھری۔امراض حیض وحمل۔دوران نیند سانس میں رکاوٹ۔

مٹاپے کی سب سے تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ مٹاپا زندگی کی معیاد کو کم کر دیتا ہے جس کی شرح مردوں میں 6 سال اور عورتوں میں 7 سال ہے۔موٹے لوگوں میں دبلے افراد کی نسبت طبی اخراجات بھی 36 فیصد زیادہ ہوتے ہیں۔

وزن کم کرنے کے فوائد

وزن میں 5 سے 10 فیصد تک کی کمی صحت اور معیار زندگی کو بہتر بنانے میں انتہائی معاون ثابت ہوتی ہے۔موٹے افراد کے وزن میں 10 فیصد تک کی کمی سے ہونے والے فوائد یہ ہیں۔

☆مٹاپے سے لاحق ہونے والی بیماریوں کے امکانات میں کمی۔

☆طبی اخراجات میں کمی۔

☆خدشہ اموات میں 20 فیصد کمی۔

☆شخصیت میں نکھار اور خود اعتمادی۔

وزن میں کمی کیسے ممکن ہے؟

1۔صحت بخش غذا کا استعمال:

☆سبزیوں، پھلوں اور فائبر کا زیادہ استعمال۔

☆کم چکنائی والی خوراک۔

☆چینی اور مشروبات کے استعمال سے پرہیز۔

2۔ورزش:

☆خوراک سے حاصل کی گئی کیلوریز کو صرف کرنے کے لئے روزانہ ورزش کو معمول بنانا۔

☆چست طرز زندگی کا چناؤ۔

3۔ادویات:

ایسے افراد جن کا بی ایم آئی 30 سے زیادہ ہو یا ایسے افراد جن کا بی ایم آئی 27 سے زیادہ ہو اور وہ مٹاپے سے لاحق ہونے والی بیماریاں یا ان کا خدشہ رکھتے ہوں، اپنے ڈاکٹر کے مشورے سے مٹاپا کم کرنے والی ادویات سے مستفید ہوسکتے ہیں۔

مٹاپا بوجھ ہے آپ کی صحت پر، جیب پر اور آپ کی زندگی پر۔اس لئے وزن گھٹایئے اور بڑھایئے ایک قدم زندگی کی جانب۔

بی ایم آئی چارٹ

BMI	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31	32	33	34	35
قد	وزن (پونڈ)																
4'10"	91	96	100	105	110	115	119	124	129	134	138	143	148	153	158	162	167
4'11"	94	99	104	109	114	119	124	128	133	138	143	148	153	158	163	168	173
5"	97	102	107	112	118	123	128	133	138	143	148	153	158	163	168	174	179
5'1"	100	106	111	116	122	127	132	137	143	148	153	158	164	169	174	180	185
5'2"	104	109	115	120	126	131	136	142	147	153	158	164	169	175	180	186	191
5'3"	107	113	118	124	130	135	141	146	152	158	163	169	175	180	186	191	197
5'4"	110	116	122	128	134	140	145	151	157	163	169	174	180	186	192	197	204
5'5"	114	120	126	132	138	144	150	156	162	168	174	180	186	192	198	204	210
5'6"	118	124	130	136	142	148	155	161	167	173	179	186	192	198	204	210	216
5'7"	121	127	134	140	146	153	159	166	172	178	185	191	198	204	211	217	223
5'8"	125	131	138	144	151	158	164	171	177	184	190	197	203	210	216	223	230
5'9"	128	135	142	149	155	162	169	176	182	189	196	203	209	216	223	230	236
5'10"	132	139	146	153	160	167	174	181	188	195	202	209	216	222	229	236	243
5'11"	136	143	150	157	165	172	179	186	193	200	208	215	222	229	236	243	250
6'	140	147	154	162	169	177	184	191	199	206	213	221	228	235	242	250	258
6'1"	144	151	159	166	174	182	189	197	204	212	219	227	235	242	250	257	265
6'2"	148	155	163	171	179	186	194	202	210	218	225	233	241	249	256	264	272
6'3"	152	160	168	176	184	192	200	208	216	224	232	240	248	256	264	272	279

مکرم حافظ نعمان احمد خان صاحب

ذکر اقبال از ابن اقبال

ہر صاحبِ عمل کو صاحبِ فکر پر فوقیت حاصل ہے

علامہ اقبال ایک عظیم شاعر تھے۔ دقیق سے دقیق فلسفہ ہو یا تاریخ اسلام کے کسی اہم واقعہ کا ذکر علامہ کی شاعری واقعتاً ایسی ہے جو انسان کے ذہن پر بہر حال اثر کرتی ہے۔ لیکن اگر اس عظیم شاعر اور فلسفی کی زندگی کا قریب سے مطالعہ کرنے کی کوشش کی جائے تو اقبال کی شخصیت نہایت مبہم ہو کر سامنے آتی ہے۔

یہ تمام حوالے فرزند اقبال ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کے بیان کردہ ہیں جو ان کی دو کتب سے ماخوذ ہیں۔ جن میں سے ایک تو ان کی خود نوشت سوانح حیات ''اپنا گریباں چاک'' ہے اور دوسری کتاب جنگ اخبار کے سب ایڈیٹر تنویر ظہور کی مرتب کردہ ''یادیں'' ہے۔ یہ کتاب ان طویل انٹرویوز پر مبنی ہے جو جسٹس جاوید اقبال نے جنگ اخبار کے لئے ریکارڈ کروائے۔

جہاں تک جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال کا تعلق ہے۔ وہ بہت حد تک ایک صاف گو انسان ہیں۔ وہ حساس سے حساس معاملہ پر بھی لگی لپٹی رکھے بغیر کھل کر بات کرتے ہیں۔ ملکی قیادت ہو یا مذہب کے بارے میں ان کے اپنے خیالات اور شاید یہی وجہ ہے کہ آج اقبال کے بارے میں ہمیں بہت سے ایسے حوالہ جات میسر آ گئے ہیں کہ جنہیں اگر جسٹس جاوید اقبال چاہتے تو کبھی بیان نہ کرتے۔ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی پہچان ہمیشہ اپنے والد کے حوالہ سے ہوتی ہے۔ اس بارے میں وہ اپنا ردعمل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''میرے والد علامہ محمد اقبال، ایک عظیم شاعر، فلسفی اور تصور پاکستان کے خالق سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے فرزند ہونے کی حیثیت سے زندگی کے مختلف ادوار میں میرا ردعمل مختلف رہا ہے۔ بچپن میں باپ کے حوالے سے پہچانا گیا تو میں نے برا نہیں منایا کیونکہ مجھے علم ہی نہ تھا کہ وہ کون ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ جوان ہوا تو تب بھی باپ کے حوالے سے پہچانا گیا۔ یہ میرے لیے پدرم سلطان بود کی بنا پر فخر کا مقام تھا۔ زندگی میں اچھا برا مقام پیدا کیا۔ تب بھی باپ کے حوالے سے پہچانا گیا۔ تو مجھے بہت برا لگا۔ یہ میری ''انا'' کی نشوونما میں مداخلت تھی۔ اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ تب بھی باپ کے حوالے سے میری شناخت ہوتی ہے۔ عجیب بات ہے، میرے والد کے پرستاروں نے مجھے بڑا ہونے نہیں دیا ہمیشہ چھوٹا سا بچہ ہی سمجھا گیا۔ یعنی تن آور درخت کے سائے تلے ایک ننھا سا پودا پروان چڑھتا ہے۔ وہ دراز قد ہو جائے، اپنی صورت نکال لے، تب بھی پودا ہی رہتا ہے اور بڑے درخت کے حوالے ہی سے پہچانا جاتا ہے۔''

(اپنا گریباں چاک صفحہ 8)

اقبال کا رہن سہن

والد کو میں نے بیسیوں مرتبہ خود بخود مسکراتے یا روتے دیکھا ہے۔ جب کبھی تنہائی میں بیٹھے اپنا کوئی شعر گنگناتے تو ان کا بے جان سا ہاتھ عجب تغافل کے عالم میں اٹھتا اور فضا میں گھوم کر اپنی پہلی جگہ پر آ گرتا ساتھ ہی اس کے سر کو ہلکی سی جنبش ہو جاتی۔ گرمیوں میں باہر رکھے ہوئے تخت پر ہی فجر کی نماز پڑھ لیتے۔ دھوتی اور بنیان زیب تن ہوتی اور سر پر تولیہ رکھ لیتے۔ ان کے کمرے کی حالت پریشان سی رہتی تھی دیواریں گرد و غبار سے اٹی ہوتیں۔ بستر ان کی اپنی دھوتی اور بنیان کی طرح میلا ہو جاتا مگر انہیں بدلوانے کا خیال نہ آتا۔ منہ دھونے اور نہانے سے گھبراتے اور اگر کبھی مجبوراً باہر جانا پڑتا تو کپڑے بدلتے وقت سرد آہیں بھرا کرتے۔ وہ فطرتاً سست تھے۔ اس لئے اگر کہیں وقت کی پابندی ہوتی تو انہیں دیر ہو جایا کرتی۔ ویسے چارپائی پر نیم دراز پڑے رہنے میں بڑے خوش تھے۔ کئی بار دوپہر کا کھانا کسی کتاب میں منہمک ہونے کے سبب بھول جایا کرتے اور جب کتاب ختم ہو جاتی تو علی بخش (گھر کا ملازم) کو بلا کر معصومانہ انداز میں پوچھتے: ''کیوں بھئی! میں نے کھانا کھا لیا ہے؟'' شام کو گھر کے دالان ہی میں دو چار چکر لگا لیا کرتے۔ اس کے سوا ان کی زندگی میں بظاہر کامل جمود تھا۔

(اپنا گریباں چاک صفحہ 33)

ابا جان کی عادت سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر بستر پر ایک طرف سونے کی تھی۔ اس حالت میں ان کا ایک پاؤں اکثر ہلتا رہتا جس سے دیکھنے والا یہ اندازہ لگا سکتا کہ وہ ابھی سوئے نہیں بلکہ کچھ سوچ رہے ہیں۔ لیکن جب وہ گہری نیند سو جاتے تو خراٹے لیا کرتے اور نہایت بھیانک قسم کی آوازیں نکلتیں۔ کئی بار میں ان کے خراٹوں سے ڈر جایا کرتا۔ (یادیں صفحہ 45)

شاعری کے وقت کی کیفیت

''گرمیوں میں ابا جان باہر سوتے اور میری چارپائی ان کے قریب ہوا کرتی۔ رات گئے تک وہ جاگتے رہتے۔ کیونکہ انہیں عموماً رات کو تکلیف ہوتی تھی اور جب شعر کی آمد ہوتی تو ان کی طبیعت اور بھی زیادہ خراب ہو جایا کرتی۔ چہرے پر تغیر رونما ہو جاتا۔ بستر پر کروٹیں بدلتے کبھی اٹھ کر بیٹھ جاتے اور کبھی گھٹنوں میں سر دے دیتے اکثر اوقات وہ رات کے دو یا تین بجے علی بخش کو تالی بجا کر بلاتے اور اسے اپنی بیاض اور قلم دوات لانے کو کہتے۔ جب وہ لے آتا تو بیاض پر اشعار لکھ دیتے۔ اشعار لکھ چکنے کے بعد ان کے چہرے پر آہستہ آہستہ سکون کے آثار نمودار ہو جاتے اور وہ آرام سے لیٹ جایا کرتے۔ بعض اوقات تو وہ علی بخش کو اس غرض کے لئے بھی بلواتے کہ میری پائنتی پر پڑی چادر کو میرے اوپر ڈال دو۔'' (یادیں صفحہ 45)

دینی مشاغل سے دلچسپی

''ماہ رمضان میں گھر میں والدہ اور دیگر خواتین باقاعدہ روزے رکھتیں اور قرآن شریف کی تلاوت کرتیں۔ گھر کے ملازم بھی روزے رکھتے۔ البتہ میرے والد شاذ و نادر ہی روزہ رکھتے تھے اور جب رکھتے تو ہر چند گھنٹوں بعد علی بخش کو بلوا کر پوچھتے کہ افطاری میں کتنا وقت باقی ہے۔ گھر کی خواتین کو نماز پڑھتے دیکھنا مجھے یاد نہیں۔ والد کو کبھی کبھار فجر کی نماز پڑھتے ضرور دیکھا ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے ماں باپ نے کبھی نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ میں نے اگر کبھی نماز پڑھی تو اپنی مرضی سے پڑھی کسی کی تلقین پر نہیں پڑھی۔''

(اپنا گریباں چاک صفحہ 19)

''ایک مرتبہ مجھے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ایک رباعی لکھی جس میں اس واقعہ کا ذکر کیا کہ میں نے جاوید کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔''

(یادیں صفحہ 19)

''ابا جان کے عقیدت مندوں میں ایک حجازی عرب بھی تھے جو کبھی کبھار انہیں قرآن مجید پڑھ کر سنایا کرتے۔ میں نے بھی ان سے قرآن مجید پڑھا ہے ان کی آواز بڑی پیاری تھی۔ ابا جان جب بھی ان سے قرآن مجید سنتے مجھے بلا بھیجتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے۔ ایک بار انہوں نے سورۃ مزمل پڑھی تو آپ اتنا روئے کہ تکیہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ جب وہ ختم کر چکے تو آپ نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مرتعش لہجے میں بولے ''تمہیں یوں قرآن پڑھنا چاہئے۔''

(یادیں صفحہ 47)

والد کا مجھ پر سختی کرنا

''ایک بار کرکٹ کھیل رہا تھا کہ گیند علامہ اقبال کے کمرے کے شیشے کو لگا جس سے شیشہ ٹوٹ گیا۔ وہ بڑے ناراض ہوئے اور حکم دیا کہ آئندہ یہاں کرکٹ نہ کھیلا جائے۔

ایک اور واقعہ ہے مثلاً فلم دیکھنے چلے جانا 1930ء و31و32 میں فلم دیکھنا بہت بڑی بات ہوتی تھی ان دنوں بڑے شوق سے نوجوان فلم دیکھتے تھے ان دنوں ہم میکلوڈ روڈ پر رہا کرتے تھے۔ وہاں راکسی سینما تھا۔ سینما اور ہمارے مکان کے درمیان پارسیوں کا ایک ہوٹل تھا۔ جو میٹنی شو ہوتا تھا۔ اس میں ہم فلم دیکھ کر گھر چلے جاتے تھے تو کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا ہم اس روز پہلے تو چلے گئے۔ رات کے آٹھ نو بج گئے۔ میرے لئے حکم یہ تھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد میں نے کہیں باہر نہیں جانا۔ اس روز لیٹ ہونے کی وجہ سے گھر میں کھلبلی سی مچ گئی۔ کہ مجھے کوئی بھگا کر تو نہیں لے گیا۔ بڑی پریشانی کا عالم تھا۔ اس روز بھی علامہ صاحب سے مار پڑی''۔

(یادیں صفحہ 23-24)

''مجھے خرچ کرنے کے لئے والدہ سے روز ایک آنہ ملتا تھا اور اسے خرچ کر چکنے کے بعد خواہ میں کتنی ہی منتیں کروں مجھے مزید کچھ نہ ملتا۔ ایک دفعہ اتفاق یوں ہوا کہ کوئی مٹھائی بیچنے والا ہمارے گھر کے سامنے سے گزرا۔ مٹھائی دیکھ کر میں للچا گیا۔ مگر جیب خالی تھی۔ اسے بٹھا تو لیا اور ماں کے پاس دوڑا آیا کہ شاید کچھ مل جائے۔ انہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ سائے کی طرح والد کے کمرے میں گھسا اور بڑے ٹیبل فین کے پیچھے لگے پیتل کا پرزہ اتار کر خوانچہ فروش کے پاس واپس آیا تو اس نے کہہ دیا کہ پیتل لے کر مٹھائی دے سکتا ہے۔ لیکن شامت اعمال سے فیروز ڈرائیور نے یہ کارروائی دیکھ لی اور والد سے شکایت کر دی۔ میں کمرے کے اندر داخل ہوا تو اطلاع ملی کہ والد بلا رہے ہیں۔ میں ڈرتے ڈرتے ان کے کمرے میں گیا۔ وہ آرام کرسی پر نیم دراز تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور چند تھپڑ میری گردن پر جما دیئے اس کے علاوہ اگر مجھے انہوں نے کبھی برا بھلا کہا تو اس کی وجہ نوکروں سے بدتمیزی کرنا یا جھوٹ بولنا تھی۔''

(اپنا گریباں چاک صفحہ 21-22)

''اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں''

1931ء میں علامہ پہلی بار گول میز کانفرنس کے لئے انگلستان گئے۔ اس دوران میں نے انہیں ایک خط لکھا تھا جس میں مطالبہ کیا تھا کہ جب واپس آئیں تو میرے لئے گراموفون باجہ لیتے آئیں جس کے جواب میں انہوں نے یہ نظم لکھ کر بھیجی۔

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشۂ گران فرنگ کے احساں
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر
میں شاخ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
میرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

یعنی ان کے نزدیک وہاں سے باجہ منگوانا شیشہ گران فرنگ کا احسان اٹھانا تھا۔ پھر مجھے ہدایت کی کہ سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر بہر حال وہ باجہ نہ آیا۔

(یادیں صفحہ 16-17)

اسی طرح ''انگریزی لباس کوٹ پتلون یا نیکر پہننے کی ممانعت تھی۔ صرف شلوار، قمیص اور اچکن یا کوٹ پہننے کا حکم تھا۔ ہیٹ پہننے کی اجازت نہ تھی۔ عموماً رومی ٹوپی پہن کر سکول جایا کرتا منیرہ بھی اگر اپنے بالوں کو دو حصوں میں گوندھتی تو ناپسند کرتے اور کہتے۔ ''اپنے بال ایسے مت بنایا کرو۔ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔''

''والد دنیا بھر کے جری سپہ سالاروں سے بڑی عقیدت رکھتے تھے کہا کرتے تھے کہ ہر صاحب عمل کو صاحب فکر پر فوقیت حاصل ہے مجھے اکثر خالد بن ولیدؓ اور فاروق اعظمؓ کی باتیں سنایا کرتے تھے ایک دفعہ انہوں نے مجھے بتایا کہ نپولین کے اجداد عرب سے آئے تھے اور واسکوڈے گاما کو عرب جہاز رانوں ہی نے ہندوستان کا راستہ دکھایا''۔

(اپنا گریباں چاک صفحہ 37)

اقبال خون نہ دیکھ سکتے تھے

''بڑی عید کے روز مجھے ہمیشہ تلقین کیا کرتے کہ بکرے کے ذبح ہوتے وقت میں وہاں موجود رہوں۔ لیکن ان کا اپنا یہ حال تھا کہ کسی قسم کا خون بہتے نہ دیکھ سکتے تھے۔'' (یادیں صفحہ 47)

''ایک دفعہ میں آنکھوں پر والدہ کا دوپٹہ باندھے ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ٹھوکر کھائی اور منہ کے بل گر پڑا، جس کے سبب ہونٹ کٹ گیا اور منہ سے خون جاری ہوگیا۔ اتفاق سے اسی لمحہ والد زنان خانہ میں داخل ہوئے اور اچانک میرے منہ سے یوں خون بہتا دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔''

(اپنا گریباں چاک صفحہ 220)

والد اور والدہ میں تکرار

''میری والدہ کی میرے والد کے ساتھ اس بات پر تکرار ہوئی کہ گھر کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔ آپ کوئی ملازمت کرلیں۔ یہ واقعہ 1931ء32ء کا ہے۔ جب وہ مسلسل گول میز کانفرنسوں میں گئے اور جو تھوڑی بہت پریکٹس تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔ پریکٹس بھی ان کی اس قسم کی تھی کہ جب پانچ یا چھ سو کا کام آجاتا تھا تو آگے کیس لیتے ہی نہیں تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ میرا اس سے مہینہ کا خرچ چل جائے گا۔ ایک ایسا مرحلہ بھی آیا کہ میری والدہ نے والد سے کہا کہ میں آپ کی باندی تو نہیں ہوں۔ میں کس طرح خرچ چلاؤں۔ آپ کوئی ملازمت کریں تاکہ مستقل آمدنی کی کوئی صورت ہو اور یہ کہ اپنا کوئی مکان بنائیں۔ ہم کرائے کے مکان میں رہتے ہیں............وہ کھسیانی ہنسی ہنستے رہے۔ غصہ کا اظہار والدہ کر رہی تھیں، جواب علامہ صاحب کے پاس کیا ہوتا سوائے اس کے کہ وہ ہنس دیتے یہ وہ دور ہے جس کا علامہ نے اپنے خطوط میں بھی ذکر کیا ہے۔ کہ مجھے گول میز کانفرنسوں سے کیا ملا۔ میری جو تھوڑی بہت پریکٹس تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہوجاتے ہیں یعنی ان کا گلا بیٹھ جاتا ہے اور ایک وکیل کے لئے گلا بیٹھ جانا تو اس کا خاتمہ ہے۔ آمدنی کا ذریعہ وکالت ہی تھی یا پھر پرچے دیکھتے تھے یا کتابوں کی رائلٹی تھی۔ رائلٹی تو ان کی زندگی میں کوئی زیادہ ملتی نہیں تھی۔ آپ تصور کیجئے۔ اسرار خودی چھپی تو اس کی رائلٹی ان کو 32 روپے ملی۔ تو کتابوں کی رائلٹی تو خاص آتی نہیں تھی۔ اس کے بعد گزر بسر بھوپال سے 500 روپے وظیفے پر ہوتی رہی۔

(یادیں صفحہ 26-27)

''بعض اوقات میری وجہ سے بھی دونوں میں جھگڑا ہوجاتا۔ مثلاً والدہ کو میرے متعلق یہی فکر رہتا کہ جب بھی میں اکیلا کھانا کھاؤں پیٹ بھر کر نہیں کھاتا۔ اس لئے ہمیشہ وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا کرتیں یہاں تک کہ میں آٹھ نو برس کا ہوگیا۔ لیکن پھر بھی مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھانے کی عادت نہ پڑی۔ میرے والد اس بات پر ناراض ہوتے کہ تم اسے بگاڑ رہی ہو۔ اگر یہ جوان ہوکر بھی خود کھانا نہ کھا سکا تو کیا ہوگا؟ ہم لوگ رات کو عموماً چاول کھایا کرتے تھے۔ لہٰذا اب یوں ہوتا کہ بطور احتیاط چمچہ میری پلیٹ کے قریب رکھ دیا جاتا مگر کھانا والدہ ہی کھلاتیں۔ میرے والد کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ دبے پاؤں زنانہ میں آیا کرتے۔ اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پاتی۔ بہرحال جب بھی والدہ مجھے کھلا رہی ہوتیں ان کا دھیان باہر ہی رہتا اور جونہی وہ والد کے قدموں کی ہلکی سی آہٹ سنتیں تو اپنا ہاتھ پھرتی سے علیحدہ کرکے چمچہ میرے آگے رکھ دیتیں اور میں خود کھانا کھانے میں مشغول ہو جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ والد کئی مرتبہ اس کا سراغ لگا چکے تھے لیکن وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے بعد چلے جایا کرتے۔'' (اپنا گریباں چاک صفحہ 20)

والد کا میرے ساتھ کھیلنا

''علامہ اقبال میرے ساتھ کھیلا بھی کرتے تھے۔ مثلاً میں کرکٹ کھیل رہا ہوں تو کہتے ہاں بھئی مجھے بیٹ دو میں انہیں باؤلنگ کرا کے تھک جاتا تھا یہ ٹپ ٹپ کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح علامہ کو چونکہ بچپن میں پتنگ بازی کا بہت شوق تھا اس لئے کھلے موسم میں اگر چھت پر میں پتنگ اڑا رہا ہوتا تو یہ بھی آجاتے اور میرے ہاتھ سے پتنگ لے کر اڑانے لگتے پیچ لڑاتے (لیکن عام طور پر جب بھی وہ کوئی پیچ لڑاتے تو ہماری پتنگ ہی کٹتی۔) (''اپنا گریباں چاک'' صفحہ 17)

ان کو بچپن میں کبوتر پالنے کا بہت شوق تھا۔ جب میں پیدا ہوا تو انہوں نے یہ عادت یکسر ختم کردی کہ کہیں مجھے بھی یہ شوق نہ ہوجائے لیکن ان کی یہ خواہش آخر دم تک رہی کہ گھر کی چھت پر ایک بہت بڑا پنجرہ ہو جس میں بہت سارے کبوتر ہوں اور میری چارپائی ان کے درمیان رکھ دی جائے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ کبوتروں کے پروں کے پھڑپھڑانے سے جو ہوا پیدا ہوتی ہے وہ صحت کے لئے بڑی مفید ہوتی ہے۔

(یادیں صفحہ 18)

''ابا جان کی تمنا تھی کہ میں تقریر کرنا سیکھوں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ میں کشتی لڑا کروں۔ چنانچہ اس سلسلے میں میرے لئے گھر میں ایک اکھاڑہ بھی کھدوایا گیا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اکھاڑے کی مٹی میں ڈنڈ پیلنا یا لنگوٹ باندھ کر لیٹ رہنا صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ (یادیں صفحہ 47)

مکرم سید رضوان منظور صاحب

مکرم سید محمد منظور احمد صاحب ربوہ کے ابتدائی ریلوے سٹیشن ماسٹر

جب ربوہ کے ابتدائی دن تھے اور ربوہ کا کچا ریلوے سٹیشن بنا تھا۔ اس وقت جو بھی عملہ آیا وہ دو یا تین دن کام کرنے کے بعد ربوہ سٹیشن سے چلا گیا۔

میرے والد صاحب مکرم سید محمد منظور احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اس وقت سٹھوی والا سٹیشن ماسٹر تھے وہاں سے مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نے میرے والد صاحب کی بطور ربوہ سٹیشن ماسٹر کے لئے تبدیلی کروائی اور آپ کو ربوہ کے پہلے احمدی سٹیشن ماسٹر کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔

آپ نے دسمبر 1949ء میں ربوہ سٹیشن ماسٹر کا چارج لیا۔ اس کے بعد آپ کام کرتے رہے کچھ مدت کے بعد ربوہ کے نئے اور پختہ سٹیشن کی عمارت کا کام پہلے شمال کی طرف شروع ہوا تھا اور کوارٹر جنوب کی طرف لیکن میرے والد صاحب نے لاہور ہیڈ کوارٹر جا کر اس نقصان کے متعلق ریلوے کے وزیر کو آگاہ کیا تو انہوں نے میرے والد صاحب کی بات مان لی اور سٹیشن اور کوارٹر دونوں ایک طرف بننے کی اجازت دے دی۔ جب عمارت بن رہی تھی تو میرے والد صاحب کی تبدیلی چمن بلوچستان سٹیشن پر کردی گئی۔ مگر پھر یہ درخواست قبول کر لی گئی کہ سید محمد منظور احمد صاحب کو ربوہ سٹیشن پر کام مکمل کرنے تک رہنے دیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے ربوہ سٹیشن کی عمارت پر کام مکمل کروایا لیکن آپ کی ایک خواہش تھی کہ مسافر خانے کا فرش اور ٹرین کا فرش برابر ہو لیکن اس وقت کے ریلوے آفیسر نے میرے والد صاحب کی بات نہ مانی۔ اس طرح سٹیشن کی عمارت مکمل ہوئی۔ میرے والد صاحب نے تقریباً گیارہ یا بارہ سال ربوہ سٹیشن پر کام کیا۔

24 ستمبر 1962ء کو افتتاح کے وقت جو ٹکٹیں دی گئیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

(1) سکھانوالہ (نشتر آباد) درجہ سوم 013921/1
شگفتہ بنت سید رشید احمد صاحب

(2) لالیاں (نشتر آباد) درجہ سوم 037153/1
محمد ولد علی قوم ہرل

(3) سرگودھا (نشتر آباد) درجہ سوم 015468/1
خان محمد (مزدور)

اس سٹیشن کے سب کام مکمل ہونے کے بعد آپ کی تبدیلی 1964ء میں لیہ خاص میں ہوگئی۔

میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ وقت کے نمازی تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کا جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ آپ کو جب تنخواہ ملتی تو پہلے آپ سیکرٹری مال صاحب کے گھر جا کر چندہ ادا کرتے تھے۔ جب آپ نے اپنے مکان کی بنیاد رکھنی تھی تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں درخواست کی تو آپ نے از راہ شفقت ہمارے گھر کی بنیاد میں تین اینٹیں دعا کر کے 1955ء کے شروع میں اپنے دست مبارک سے رکھیں۔

ربوہ سٹیشن پر جب کوئی بھی عورت یا لڑکی آتی تو میرے والد صاحب۔ اسے پردے کی تلقین کرتے۔ اس وقت میرے والد صاحب بیت خضر سلطانہ کے ساتھ والے گھر میں رہتے تھے۔ آپ کی وفات 30 جولائی 1998ء میں ہوئی بہت سے مرد و عورتیں افسوس کے لئے آئیں اور پرانی باتیں یاد کرتی رہیں۔

ہم قرآن سے شرمندہ ہیں

❁ عبدالقادر حسن اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

ہم جس کتاب کے احترام اور تقدس کے لئے مرے جا رہے ہیں کیا ہم نے کبھی ان اوراق کے مندرجات پر غور کیا ہے جن کو کوئی پادری جلانے کی بات کرتا ہے۔ ہم نے اس ہدایت پر کبھی توجہ ہی نہیں دی اور اسے غلاف میں لپیٹ کر طاق میں رکھ دیا ہے۔ اپنے دل سے پوچھئے کیا ہم قرآن پاک کے احترام کا حق رکھتے ہیں۔ اس کا احترام تو اس کی تعلیمات پر غور اور عمل ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ قرآن کو ہم نے ترک کر دیا ہے اس لئے ہم کمزوری کے اس مقام تک پہنچ گئے ہیں جسے ہمارے شاعر نے مرگ مفاجات کہا ہے۔ قرآن ہمارے سینوں میں زندہ ہوتا تو دنیا میں کسی کی مجال تھی جو اس کے بارے میں گستاخی کے چند لفظ بھی ادا کرسکتا۔ ہم نے قرآن کو چھوڑا تو مسلمانوں کی اس علامت کو دوسروں نے اسلام اور مسلمانوں کی توہین کیلئے چن لیا۔ ہم قرآن سے شرمندہ ہیں۔ ڈریئے اس وقت سے جب امریکہ ہم مسلمانوں کو حکم دے کہ یہ کام ہم خود کریں اور ہم انکار کی سکت نہ پائیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 15 ستمبر 2010ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سال رواں کا کامیاب اختتام

۞ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کا سال رواں 31 اکتوبر 2010ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اس کو کامیاب و بامراد انجام تک پہنچانے کے لئے باقی ماندہ دنوں میں جماعتوں کو دعاؤں اور غیر معمولی محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود کا حسب ذیل ارشاد پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا۔ فرمایا:-

''یاد رکھو کہ یہ غفلت اور سستی کا زمانہ نہیں ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ اگر آج نہیں تو کل ثواب کا موقع مل سکے گا'' (مطالبات صفحہ 50)

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

ولادت

۞ مکرم محمد عبداللہ ریحان صاحب سیکرٹری مال سول لائن راولپنڈی تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم ہدایت احمد ریحان صاحب و محترمہ قدسیہ ریحان صاحبہ کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نعمانہ ریحان عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم ملک دوست محمد ریحان صاحب آف کراچی کی نواسی اور مکرم ڈاکٹر محبوب احمد ریحان صاحب آف نائیجیریا و مکرم مقصود احمد ریحان صاحب مربی سلسلہ کی بھانجی ہے۔ بچی کی درازی عمر نیک، خادمہ دین اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

۞ مکرم محمد عارف باجوہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم محمد زکریا باجوہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لیہ کو مورخہ 9 ستمبر 2010ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے بچی کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت عیشہ زکریا عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم محمد یوسف باجوہ صاحب آف لیہ کی پوتی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک، نیک اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم پروفیسر مبارک احمد طاہر صاحب ترکہ مکرم ماسٹر محمد اسماعیل صاحب)

۞ مکرم پروفیسر مبارک احمد طاہر صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم ماسٹر محمد اسماعیل صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 10/11 دارالیمن ربوہ برقبہ 1 کنال میں سے 10 مرلہ منتقل کردہ ہے۔ جملہ ورثاء میں سے مکرمہ جنت بیگم صاحبہ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کے حق میں جبکہ مکرمہ فردوس نذیر صاحبہ مکرم محمد یوسف خان صاحب کے حق میں دستبردار ہو چکی ہیں۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرمہ جنت بیگم صاحبہ (بیوہ)

(2) مکرم مبارک احمد طاہر صاحب (بیٹا)

(3) مکرم طاہر احمد صاحب (بیٹا)

(4) مکرمہ فردوس نذیر صاحبہ (بیٹی)

(5) مکرم محمد یوسف خاں صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

ملازمت کے مواقع

۞ منسٹری آف کلچر میں چند آسامیاں خالی ہیں۔ درخواستیں 15 روز کے اندر اندر بھجوائی جا سکتی ہیں۔ رابطہ کیلئے P.O.Box No 1184 اسلام آباد۔

۞ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد کو ایم ایس سی اکنامکس، سی اے سی ایم اے اور ایم بی اے نوجوان درکار ہیں۔

۞ کراچی شپ یارڈ اینڈ انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ کو سینئر سپروائزر سیکیورٹی، گارڈز اور لیبارٹری میں نوجوان درکار ہیں۔

۞ پاکستان کونسل فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد کو اپرنٹس درکار ہیں۔

۞ NLC میں مختلف آسامیاں خالی ہیں۔

۞ گورنمنٹ آف پاکستان IPO کو نوجوان درکار ہیں۔

نوٹ: (تفصیلات کیلئے 17 اکتوبر 2010ء کا انگریزی اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں)

(نظارت صنعت و تجارت)

کنواری اقوام کو برکت کی خبر

21 اکتوبر 83ء کو خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے افتتاحی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے سفر مشرق بعید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

اس دورے پر روانہ ہونے سے ایک دن پہلے سندھ کے ایک گاؤں کے ایک دوست کا خط ملا جس میں انہوں نے اپنی ایک رویا لکھی تھی کہ میں نے دیکھا کہ الیس اللہ (۔) کی ایک انگوٹھی ہے جس کے حروف میں سے شعاعیں نکل رہی ہیں پھر وہ حروف باہر آکر روشنی میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور فضا کو روشنی سے بھر دیتے ہیں اس وقت مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود کے لئے ہیں چنانچہ اس خواب سے میں یہی سمجھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدے پورے فرمائے ہیں اور ان وعدوں کا ایفاء ویسے تو جاری وساری ہے لیکن خاص طور پر ان وعدوں کا ایفاء ہوتا میں دیکھوں گا اور اس سفر میں اللہ تعالیٰ کئی طرح سے یہ جلوے دکھائے گا کہ میں اپنے بندے کے لئے کافی ہوں اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور حوصلہ ہوا۔

چنانچہ جب میں سفر پر گیا تو فجی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی رویا دکھائی جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بھی دراصل اسی رویا سے تعلق تھا جو ہمارے لئے دکھائی گئی تھی۔ اس رویا میں میں نے دیکھا کہ ایک معزز اور بزرگ خاتون ہیں جن کو میں جانتا ہوں ان کا نام لینے کی ضرورت نہیں میری والدہ کے ساتھ اکٹھے انہوں نے دودھ پیا ہوا ہے۔ وہ بچپن سے برص کی مرض میں مبتلا ہو گئی تھیں اس لئے شادی بھی نہیں کی معمر خاتون ہیں میں نے ان کے متعلق کبھی رویا نہیں دیکھی زندگی میں پہلی دفعہ ان کو رویا میں، فجی میں دیکھا کہ وہ مادرانہ شفقت اور محبت سے مجھے گلے لگا رہی ہیں اور خواب میں بڑا تعجب کر رہا ہوں کہ انہوں نے پہلے تو کبھی اتنے پیار کا اظہار نہیں کیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان کے جسم پر ایک بیماری کا اثر ہے میں اس سے قطعاً کسی قسم کا کوئی تردد محسوس نہیں کرتا اور اسی طرح ان کی محبت کا جواب دیتا ہوں صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں یہ خواب بھول چکا تھا اور بالکل ذہن سے اتر چکی تھی۔ اب اس کا اگلا پہلو بہت دلچسپ ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس رویا کو یاد کروانے کا انتظام کیا۔ میرا طریق یہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد تھوڑا سا آرام کر کے پھر میں ڈاک دیکھتا تھا پھر دفتر چلا جاتا تھا وہاں چوہدری حمید اللہ صاحب کو ڈاک کے متعلق مختلف ہدایات دیتا تھا کچھ ڈاک ان کے پاس پڑی ہوتی تھی وہ پھر میں وہاں دیکھتا تھا تو انہوں نے جو ڈاک دی اس میں ایک خط نکلا جو میری ہمشیرہ کی طرف سے تھا اور اس میں ان کا نام لے کر یہ لکھا ہوا تھا کہ ان کے لئے دعا کریں وہ بیمار ہیں اور زندگی میں یہ بھی پہلا واقعہ ہوا ہے کہ خط میں ان کا ذکر آیا ہو اسی وقت میں سمجھ گیا کہ خدا تعالیٰ نے اس میں بھی ایک حکمت رکھی تھی کہ میں اس کو بھول جاؤں اور پھر خاص طور پر یاد کروایا جاؤں تاکہ میں یہ نہ سمجھ کہ کوئی عام خواب ہے ورنہ ایسا انسان بعض دفعہ تاثر لے لیتا ہے کہ ایک عام خواب ہے اتفاق سے خواب میں انسان اپنے کسی رشتہ دار کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ دراصل اس میں دو پیغام تھے جس کا اس خوشخبری سے تعلق ہے جو پاکستان میں ایک دوست کو خواب کے ذریعہ دی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود کے لئے الیس اللہ (۔) کو روشن حروف میں دکھایا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی تھی جس کا بائبل میں ذکر ہے کہ کنواریاں اس کا انتظار کریں گی اور مسیح کے متعلق اس کی صفات میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ برص زدہ کو اچھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس رویا میں دو خوشخبریاں عطا فرمائیں ایک یہ کہ مسیح موعود کو جن کنواریوں کو برکت بخشنے کی خوشخبری دی گئی ہے اس سفر میں انشاء اللہ ایسی کنواری قوموں سے ہمارا واسطہ پڑے گا اور پھر برص دکھائی گئی جو مسیح سے تعلق رکھتی ہے کہ مسیح جس بیماری کو شفاء بخشے گا اس میں سے ایک برص ہے تو خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا ایک خاتون میں جو کنواری بھی ہیں اور جن کو برص بھی ہے اور ذاتی طور پر ان کے اندر نیکی پائی جاتی ہے تو یہ بھی خوشخبری تھی کہ یہ بیماری سطحی ہے گہری نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں سے جو یہ اہم کام ہے کہ نئی قوموں کو (دین) سے روشناس کرائے گا اس کا وقت آپہنچا ہے چنانچہ اس رویا کے بعد جب فجی قوم سے ہمارا تعارف ہوا تو معلوم یہ ہوا کہ فجی قوم بھی ان قوموں میں سے ہے جس کو خدا تعالیٰ نے بطور کنواری اور بیمار دکھایا۔

(الفضل 4 جنوری 1984ء)

درخواست دعا

۞ مکرم ہومیو ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے دونوں پاؤں پر زخم ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

2009ء کی خبروں کے مطابق بہادر لوگ

1۔ 15 جنوری 2009ء تک امریکی پائلٹ، کیپٹن چیز لے سلن عام ہستی تھا لیکن صرف پانچ منٹ میں وہ عالمی شہرت یافتہ ہیرو بن گیا۔ ہوا یہ کہ وہ ایئر بس A32 چلا رہا تھا جس پر ایک سو پچپس مسافر سوار تھے۔ اچانک چند پرندے انجنوں سے ٹکرائے اور وہ بند ہو گئے۔ اب مسافروں کی جانوں کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔ مگر کیپٹن چیز لے نے اوسان بجا رکھے، مسافروں کو انتباہ کیا کہ دھچکے کے لئے تیار رہو اور طیارہ بحفاظت نیو یارک کے دریائے ہڈسن پر اتار دیا۔

2۔ 32 سالہ فرمان علی خان کا تعلق علاقہ سوات سے تھا وہ چودہ انسان بچاتے ہوئے اپنی جان قربان کر بیٹھا۔ فرمان چھ سال قبل سعودی دارالحکومت، جدہ گیا تھا۔ وہاں وہ ایک سٹور میں سیلز مین تھا۔ کراٹے اور اسی قسم کے دیگر کھیل کھیلنا اس کا مشغلہ تھا۔ 25 نومبر کو شدید بارش کے باعث شہر میں سیلاب آ گیا۔ فرمان نے مرد و زن اور بچے ڈوبتے دیکھے تو اپنی جان کی پروا کئے بغیر مردانہ وار ٹائروں، لکڑی کے تختوں اور رسیوں کی مدد سے انہیں بچانے لگا۔ جب وہ پندرہویں ڈوبتے شخص کی مدد کر رہا تھا تو تھکن کے مارے خود پر قابو نہ رکھ سکا اور پانی میں ڈوب گیا۔ فرمان کی بے غرضی اور بہادری نے ثابت کر دیا کہ جب تک اس جیسے پاکستانی موجود ہیں، وہ اپنے وطن کو کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ فرمان کی تین بیٹیاں تھیں۔ اس نے چھوٹی بیٹی، چار سالہ جریرہ کی صرف تصویر ہی دیکھی تھی۔

3۔ اپریل میں صومالی قزاقوں نے ایک امریکی بحری جہاز پکڑ لیا۔ اس پر کپتان رچرڈ فلپس سمیت 20 افراد سوار تھے۔ کپتان نے نہایت ہمت اور قربانی کا ثبوت دیتے ہوئے قزاقوں سے کہا کہ اسے یرغمال رکھ کر دوسروں کو رہا کر دو۔ قزاقوں نے ہامی بھر لی، اسے یرغمال بنایا اور ایک کشتی میں فرار ہو گئے۔ ادھر امریکی جنگی جہاز، بین برج قزاقوں کا تعاقب کرنے لگا۔ آخر پانچ دن بعد امریکی کمانڈوز نے گولیاں مار کر تینوں قزاق مار دیئے اور کپتان رچرڈ محفوظ رہا۔

4۔ 34 سالہ صحافی سلطان منادی نے جرمنی میں اعلیٰ تعلیم پائی تھی۔ وہ چاہتا تو آسائش سے بھرپور زندگی گزار سکتا تھا لیکن اس نے مادر وطن کو ترجیح دی اور وہاں صحافت کرنے لگا۔ وہ آزادی فکر اور جمہوریت کا قائل تھا لہٰذا طالبان سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا۔ وہ اس کی تنقید برداشت نہ کر سکے اور گولی مار دی۔ اس کا کہنا تھا: ''اگر میں افغانستان چھوڑ دیتا اور میری دیکھا دیکھی دوسرے بھی چلے جاتے، تو یہاں طالبان کا قبضہ ہو جاتا۔ میں یہ سوچ کر چلا آیا کہ اگر مجھے سڑکیں بھی صاف کرنی پڑیں، تو وطن عزیز میں رہوں گا۔''

5۔ سٹی نیشنل بینک آف فلوریڈا کے سربراہ، لیونارڈ لیبس نے ثابت کر دیا کہ ابھی بینکاروں کی انسانیت رخصت نہیں ہوئی۔ جنوری میں اس نے اپنے بینک کے حصص فروخت کر دیئے۔ اسے چھ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم بطور منافع ملی مگر یہ رقم لیونارڈ کے اکاؤنٹ میں نہیں گئی بلکہ اس نے بینک کے 471 ملازمین میں تقسیم کر دی۔

6۔ مئی 2008ء میں جنوب مغربی چین میں زبردست زلزلہ آیا۔ کئی سکول ڈھے گئے اور ہزاروں بچے مارے گئے۔ تب ایک معاشرتی کارکن اور بلاگر، تان زورین نے واضح کیا کہ مقامی حکومتوں نے ''توفو'' نامی عمارات بنانے کی اجازت دے دی تھی جو سستے میٹریل سے بنتی ہیں۔ وہ زلزلہ برداشت نہ کر پائیں اور ہزاروں بچوں کو دل گرفتہ والدین سے چھین لیا۔ مگر مقامی حکومتیں تان زورین کی تنقید برداشت نہ کر پائیں، انہوں نے اس پر مقدمہ چلا کر قید کر دیا۔ تان اب پانچ سال کی جیل کاٹ رہا ہے۔

7۔ نومبر میں میجر ندال ملک نے فورڈ ہڈ ٹیکساس میں گولیاں مار کر تیرہ افراد مار دیئے۔ لیکن سارجنٹ کمبرلی منلے اور سارجنٹ مارٹو ڈاس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتے تو یقیناً مقتولین کی تعداد زیادہ ہوتی۔ ان دونوں نے اسے آگے جانے نہیں دیا۔ یوں وہ امریکیوں کی نظر میں ہیرو بن گئے۔

8۔ 20 جون کو چھبیس سالہ ایرانی لڑکی ندا آغا تہران میں ایک گولی کا نشانہ بن گئی۔ تب ایرانی پولیس اور مظاہرین کے مابین جھڑپ ہو رہی تھی۔ مرتے ہوئے اس کی وڈیو سب سے زیادہ دیکھی جانے والی ویڈیو بن گئی۔ ندا ان ایرانیوں کی ہیرو بن گئی جو ایرانی حکومت سے نبرد آزما تھے۔

9۔ برطانیہ کا مائیک پیرہم دنیا کے گرد چکر لگانے والا سب سے کم عمر انسان بن گیا۔ اسے اس سفر میں نو ماہ لگے لیکن وہ نیا عالمی ریکارڈ بنانے میں کامیاب رہا۔

(سنڈے ایکسپریس 27 دسمبر 2009ء)

درخواست دعا

❁ مکرم غلام مصطفیٰ تبسم صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میرے نسبتی بھائی مکرم اظہر احمد مقبول صاحب کی والدہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب کارکن تحریک جدید دارالعلوم غربی صادق ربوہ گزشتہ چار روز سے مختلف عوارض کی وجہ سے سخت علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال کے I.C.U میں داخل ہیں آکسیجن لگی ہوئی ہے۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 21۔اکتوبر	
طلوع فجر	4:49
طلوع آفتاب	6:13
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:32

❁ مکرم قمر احمد محمود صاحب پبلشر ماہنامہ خالد تشحیذ الاذہان ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم نسیم احمد خالد صاحب جرمنی گزشتہ 5 سال سے گردوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور ہر دو دن کے بعد ڈائلیسز ہو رہے ہیں اور اس وقت بلڈ پریشر بھی زیادہ ہے اور جسم میں کیلشیم کی بھی کمی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

❁ مکرم طارق سعید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کو گزشتہ چار دن سے بخار ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

آزمائشی شوگر کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب ''فیملی ڈاکٹر'' کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو و ہربل فارما و ہسپتال
www.drmazhar.com
0334-6372686 احمد نگر ربوہ

پرس، سکول بیگ، کالج بیگ، اٹیچی اور سفری بیگ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
دولت BAGS
ملک مارکیٹ۔ ریلوے روڈ ربوہ 0333-6708827

FD-10

Immigration, Study Abroad
Job Offer Arrangement
CANADA, UK, USA
SWEDEN, AUSTRALIA
VISIONZ CONSULTANTS
visionzconsultants@gmail.com
Appeal Cases, Visit Visa, Family Sponsor, Settlement Visa
416-A, Siddiq Trade Center, Main Boulevard, Gulberg II, Lahore.
Tel: 042-35817161, Cell: 0321-4011814

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238